تبصرے

حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی

از جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی تقطیع کلاں ضخامت چار سو صفحات دو ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں کتابت وطباعت بہتر قیمت مجلد آٹھ روپے بارہ آنے۔ پتہ:۔ نفیس اکیڈیمی بلاس اسٹریٹ کراچی ۲ء

دوسری صدی ہجری کا نصف اول تاریخ اسلام کا ایک نہایت پرآشوب زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جب کہ خلافت بنی اُمیہ اپنی زندگی کی آخری منزل سے گذر رہی تھی اور خلافت عباسیہ کے نام سے ایک دوسری حکومت عالم ظہور میں آنے والی تھی اس بناء پر سیاسی حالت یہ تھی کہ ممالک محروسہ اسلامیہ میں ظلم وجبر۔ فتنہ وفساد اور بغاوت وسرکشی کی آگ جگہ جگہ بھڑک رہی تھی ایک پارٹی کی دوسری پارٹی کے خلاف ریشہ دوانیاں اور سازشیں روزمرہ کا مشغلہ بن گیا تھا۔ دین اور شریعت کو ہر پارٹی اپنے سیاسی مقصد کے لئے بے تکلف استعمال کرتی تھی دوسری جانب عجمیوں کے ساتھ اختلاط وارتباط کے باعث اسلامی عقائد وافکار سے متعلق نئے نئے مسائل پیدا ہوگئے تھے اور وہ مسلمانوں کی عام اخلاقی اور عملی زندگی کو متاثر کر رہے تھے غرض کہ پوری سوسائٹی ایک فکری وعملی انتشار وپراگندگی میں مبتلا تھی اور اس عالت کی خدمت کا یہ عالم تھا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے ارباب صلاح وتقوی اور اصحاب علم وهدی دم بخود ہو کر رہ گئے تھے اور ان پر ایک عام مایوسی اور بددلی چھائی ہوئی تھی یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض نے تو اجتماعی زندگی سے تعلق منقطع کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور اپنی خلوتوں میں "مردے از غیب بروں آید وکارے بکند" کے منتظر تھے "قدرت نے حضرت

امام ابوحنیفہ قدس اللہ روحہٗ کی صورت میں "مردے از غیب" پیدا کیا۔ چنانچہ امام اعظم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت اسلام کا مطالعہ نہایت باریک بینی اور دقّت نگاہ سے کیا اور وقت کے مسائل کا حل اسی کی روشنی میں قیاس شرعی کی مدد سے پیدا کر لیا جو لوگ ان گونا گوں اور نہایت پیچیدہ مسائل و معاملات کا نہ ادراک رکھتے تھے اور نہ ان کے طریق حل سے واقف تھے انھوں نے امام عالی مقام کو قیّاس اور نہ جانے کیا کچھ کہا لیکن آج تاریخ اسلام کا ہر صفحہ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ امام اعظم فقہ حنفی کے نام سے جو ایک مکمل اور نہایت جامع دستور مرتب فرما گئے ہیں وہ نہ صرف کسی ایک خاص زمانہ یا صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہر دور میں ایک بین الاقوامی دستور حیات کی حیثیت سے واجب العمل ہے اس فقہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو فطرت انسانی کے واجبات و مطالبات کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کر دیا گیا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے مقننین و مدبرین اس پر حیران ہیں امام صاحب نے یہ اہم کام خود تنہا نہیں کیا تھا بلکہ اس مقصد کے لئے آپ نے کوفہ میں ایک مستقل "مجلس وضع قوانین" قائم کی جس میں اس عہد کے بڑے بڑے محدثین و فقہا جو امام صاحب سے تلمذ کا تعلق رکھتے تھے شریک تھے روزانہ صبح سے شام تک اس مجلس میں نئے نئے امور و معاملات پر گفتگو ہوتی تھی ہر ایک آزادی کامل کے ساتھ اپنی رائے پیش کرتا تھا اور پھر سب سے آخر میں حضرت امام اپنی رائے بیان فرماتے تھے اس طرح اجتماعی و انفرادی زندگی سے متعلق ہزاروں مسائل تھے جو بحث و تحیص کے بعد نکھر نکھرا کر مرتب و مدون ہو گئے حضرت امام کا یہ کارنامہ اتنا عظیم الشان ہے کہ دنیا میں جب تک اسلام کا وجود باقی ہے مسلمان کبھی اس کے بار تشکر و احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے امام اعظم کی زندگی کا یہ کارنامہ اس قدر جلی اور روشن ہے کہ آپ کے حالات و سوانح میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں زیادہ تر اسی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے اگرچہ ساتھ ہی بعض اور حالات و مقامات بھی بیان کئے جاتے ہیں مثلاً آپ کا تقویٰ و طہارت عبادت

وظیفامی۔ حکومت سے استغنار۔ قضار کے عہدہ کا قبول نہ کرنا وغیرہ۔ لیکن ان کی حیثیت محض ضمنی ہے اور ان سے حکومت وسیاست میں امام اعظم کی انقلابی جدوجہد پر کوئی روشنی نہیں پڑتی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ امام صاحب صرف ایک بلند پایہ فقیہ وعالم ہی نہیں تھے بلکہ ایک عظیم المرتبت سیاسی مفکر بھی تھے جنہوں نے حکومت جابرہ کو حکومت عادلہ میں تبدیل کرنے کے لئے ایک طرف سیاسی انقلابی جماعت کی سربراہی کی اور دوسری جانب منصب قضا کو رونق دینے کے لئے امام ابویوسف ایسے ائمۂ کبار پیدا کئے جنہوں نے خلافت میں دخیل ہوکر اس کی ہیئت ووضع بدل دی اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے امام صاحب نے بہت بڑے پیمانہ پر تجارت کی اور اسکے ذریعہ جہاں وہ خود امرا اور حکام سے بے نیاز ہوکر رہے۔ انھوں نے غیر مستطیع علمار کی مدد کی اور سیاسی انقلاب کی حامی جماعت کو مالی قوت بہم پہنچائی یہ تمام واقعات نہایت غیر مرتب طریقہ پر امام صاحب کے تذکروں میں بکھرے ہوئے پڑے تھے اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی کو کہ آپ نے بڑی کدوکاوش اور تلاش وتحقیق کے بعد انھیں حالات وواقعات کو تاریخی طور پر اس طرح مرتب ومہذب کرکے پیش کردیا ہے کہ امام اعظم کی زندگی کا یہ اہم کارنامہ جو اب تک نظروں سے پوشیدہ تھا صاف وشفاف ہوکر سامنے آجاتا ہے اور یہ واضح طور پر محسوس ہونے لگتا ہے کہ جس طرح ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے تخت پر اکبر وجہانگیر کے بعد اچانک شاہجہاں واورنگ زیب عالمگیر ایسے راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہوں کا جلوہ نما ہونا حضرت مجدد الف ثانی کے نفوس قدسیہ کا فیضان اثر تھا اسی طرح سفاح ایسے ظالم کے بعد ہارون رشید اور مامون ایسے "سلاطین" کا جنہوں نے مسلمانوں کے "عہد زریں" کی تعمیر کی۔ تخت خلافت پر نمودار ہونا بے شبہ بہت کچھ امام عالی مقام کے سیاسی تدبر اور آپ کی انقلابی مساعی کا نتیجہ تھا فاضل مصنف نے یہ پوری داستان عجیب والہانہ اور دلچسپ انداز میں لکھی ہے جس کا اندازہ پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے پھر چونکہ مولانا کے قلم سیر رقم کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصل موضوع بحث کی حدبندیوں میں محصور نہیں رہتا بلکہ ضمنی مسائل ومباحث کو اپنے دامن تحریر میں سمیٹتا ہوا چلتا ہے اس لئے یہ کتاب صرف حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی